افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء

(فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۲ء)

تشہّد ' تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

بہترین افتتاحیہ تو وہی ہے جس سے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کو شروع کیا اور جس کا نام خود اس نے سورۃ فاتحہ رکھا۔ اس سے بہتر کوئی افتتاحی کلام نہیں ہو سکتا اور اس سے بہتر کوئی جامع دعا نہیں ہو سکتی۔ اس کے مطالب اتنے وسیع اور اس کے اندر مخفی اسرار اتنے لاتعداد ہیں کہ انسانی ذہن ان کا اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ وہ ابدالآباد تک کی ترقیات جو بہتر سے بہتر انسان کیلئے نبیوں کیلئے ہی نہیں ' بلکہ نبیوں کے سردار کیلئے مقرر ہیں ' وہ بھی اس سورۃ فاتحہ کے اندر آ جاتی ہیں۔ کیونکہ انسانی سلوک کے انتہائی منازل اور ان کے متعلق ضروری ہدایات ساری کی ساری ان مختصر سی سات آیات میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہیں۔ پس سورہ فاتحہ کو میں اس جلسہ کے افتتاح کیلئے پڑھتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ افتتاحیہ جو اس کی طرف سے عطا ہوا ہے ' اس کے اندر جو ضروری ہدایات ہمارے متعلق ہیں ' ان کو پورا کرنے کی ہمیں توفیق دے اور ان کے جواب میں جو اہم وعدے ہیں۔ اس کا فضل محض رحمت سے وہ وعدے پورے کر دے ہم لوگ جس بے سروسامانی کے ساتھ آج کل اس جگہ پر جمع ہوتے ہیں ' دنیاداروں کی نگاہوں میں وہ ترقی کی علامت نہیں۔ ہمارے کمروں اور جلسہ گاہ میں بچھی ہوئی کسیر کو دیکھ کر ' ہمارے کھلے ہوئے سٹیج کو دیکھ کر ' ہمارے ان شہتیروں کو دیکھ کر جن کا نام ہم بنچ رکھ لیتے ہیں۔ وہ ہم پر مسکراتے اور کہتے ہیں ' یہ ہے وہ جماعت جو دنیا کو خدا کیلئے فتح کرنے کیلئے کھڑی ہوئی ہے۔ مگر ہماری حالت کے متعلق ان کی ہنسی ویسی ہے جیسی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے ساتھ

کوفہ والوں نے کی تھی۔ کوفہ کے لوگ بعض اسباب کی وجہ سے فتنہ کی طرف مائل ہو جاتے اور جلد جلد اپنے گورنر بدلوانے کیلئے عرضیاں دینے لگ جاتے۔ بعض صحابہ نے حضرت عمرؓ سے کہا بھی کہ یہ لوگ شرارت کرتے ہیں' ان کی بات نہ مانی جائے۔ مگر انہوں نے فرمایا۔ جب ان کو اپنے حاکموں پر تسلی نہیں ہوتی۔ تو ہم بدل دیں گے۔ مگر اب کے ایسا حاکم بھیجا جائے گا جس کے بدلنے کی کوشش نہ کریں گے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ ان کا ذکر اگرچہ مسلمانوں کی کتابوں میں کم آتا ہے لیکن ولایت میں ان کی خاص شُہرت ہے۔ وہاں کی ریڈروں میں (SAGACIOUS)[1] قاضی ان کا نام آتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب ان کو گورنر مقرر کیا تو ان کی عمر ۱۹' ۲۰ سال کے قریب تھی۔ جب وہ گئے اور کوفہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ایک نوجوان لڑکا گورنر مقرر ہو کر آ رہا ہے تو انہوں نے کہا "گربہ کُشتن روزِ اول" پر عمل کرنا چاہئے اور پہلے ہی دن ایسی خبر لینی چاہئے کہ اسے پتہ لگ جائے کہ کوفہ والوں پر حکومت کرنا آسان نہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر انہوں نے ایک بڑا جلوس تیار کیا جو کوفہ سے ایک منزل آگے جاکر ان سے ملا اس میں انہوں نے اپنے بڑے بڑے عمائدین اور سرداروں کو شامل کیا جنہوں نے بڑی بڑی جنگوں میں حصہ لیا تھا۔ انہوں نے بڑے مظاہرہ کے ساتھ ان کو پیش کیا اور بڑی تعظیم کے ساتھ ان کا نام لیتے اور بڑے ادب سے انہیں سلام کرتے۔ جس سے مطلب یہ تھا کہ ایسے بڑے بڑے سردار ہم میں ہیں' ان کے مقابلہ میں تمہاری کیا حیثیت ہے کہ ہم پر حکومت کر سکو۔ انہوں نے تجویز یہ کی کہ مجلس میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے عمر پوچھیں اور اس طرح انہیں مرعوب کریں۔ آخر جب دربار لگا تو ایک شخص جس کو اس بات کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس نے پوچھا آپ کی عمر کیا ہے۔ عبدالرحمٰن ان کی بات سمجھ گئے۔ انہوں نے کہا میری عمر پوچھتے ہو۔ میری عمر جب رسول کریم ﷺ نے اسامہ بن زید کو لشکرِ شام کا سردار مقرر کیا تھا جس میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی شامل تھے' اس وقت ان کی جو عمر تھی اس سے دو سال زیادہ ہے۔ اسامہ کی عمر اُس وقت ۱۷' ۱۸ سال کی تھی۔ اس طرح انہوں نے بتایا کہ اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہو کہ تم میں بڑے بڑے آدمی ہیں اور میں نوجوان ہوں تو یاد رکھو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بڑے لوگ تم میں نہیں ہیں اور اگر یہ خیال ہو کہ میں اتنی چھوٹی عمر کا انسان انتظام کس طرح کروں گا۔ تو سن لو اسی طرح کروں گا جس طرح اسامہ بن زید نے کیا تھا۔ اس بات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وقت سے ان لوگوں نے فیصلہ کر لیا کہ

جب تک یہ گورنر ہے اس وقت تک مخالفت میں کچھ نہ کیا جائے۔

تو جو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے جواب دیا تھا وہی میں اس وقت دوں گا۔ بے شک ہماری موجودہ حالت کمزوری اور ناتوانی کی حالت ہے اور دنیا جن کو زینت کے سامان سمجھتی ہے' وہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ لیکن ہماری جماعت کی کمزوری کی جو حالت ہے۔ اس سے زیادہ کمزور اس وقت تھی جب رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ نے فتوحات کے وعدے دیئے اور اس سے زیادہ کمزوری ان مجالس میں پائی جاتی تھی۔ جن میں رسول کریم ﷺ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو فتح کرنے کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اس حالت کا نقشہ ایک فرانسیسی مصنف نے نہایت ہی عجیب رنگ میں کھینچا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ میں مذہب کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا اور نہ کسی مذہب کو مانتا ہوں۔ مگر جب میں ایک بات پر غور کرتا ہوں تو میرا دل کہتا ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے ایک چھوٹی سی کچی مسجد میں جس پر کھجور کی شاخوں کی چھت پڑی تھی۔ اور ایسی چھت کہ ذرا بارش برسنے پر پانی اندر آجاتا اور جب وہ لوگ نماز پڑھتے تو کیچڑ میں سجدے کرتے۔ ان کے لباس کی یہ حالت تھی کہ کسی کے پاس اگر کُرتا ہے تو پاجامہ نہیں اور اگر پاجامہ ہے تو کُرتا نہیں۔ سامانِ جنگ سے بھی بالکل تہی دست ہیں۔ ایسی حالت میں ایک باوقار انسان وہ بھی ان ہی جیسا لباس پہنے ہوئے ہے' ان میں بیٹھا ہے اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ سننے والے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ گویا وہ کوئی ایسی بات سن رہے ہیں جو مستقبل قریب سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ بات جب میں سنتا ہوں تو وہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو فتح کرنے کا ذکر ہے۔ جب میں یہ نقشہ دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اس وقت ان کو پاگل سمجھا جاتا مگر وہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر قابض ہو گئے۔ اور جو باتیں وہ نہایت کمزوری اور بے سرو سامانی کی حالت میں کرتے تھے وہ پوری ہو گئیں۔

وہی وعدے خدا تعالیٰ نے اب پھر دُہرائے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ**[۲]

وہی خدا جس نے رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں وعدے کئے۔ اِسی نے اس زمانہ میں

پھر وعدے کئے ہیں اور ان وعدوں میں **یَلْحَقُوْا بِھِمْ** کو بھی شامل کر لیا ہے۔ ہم یہاں اسی یقین اور وثوق سے جمع ہوتے ہیں اور اسی یقین سے جمع ہونا چاہئے آپ لوگوں میں سے کوئی فرد یہ خیال نہ کرے کہ یہاں آنا معمولی بات ہے اور یہ مجلس دنیا کی مجالس کی طرح معمولی مجلس ہے۔ کیونکہ یہ خیال کرنے والا شخص خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان نہیں رکھتا اور وہ مومن نہیں ہو سکتا جو یہ یقین نہ رکھے کہ ہم یہاں نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ یاد رکھو تم وہ بیج ہو جس سے ایسا عظیم الشان درخت اُگنے والا ہے۔ جس کے سایہ میں تمام دنیا آرام پائے گی۔ تمہارے قلوب وہ زمین ہے جس سے خدا تعالیٰ کی مغفرت کا پودا پھوٹنے والا ہے۔ اگر دنیا یہ بات نہیں دیکھ سکتی تو وہ اندھی ہے۔ اور اگر خدا کے وعدوں کو نہیں سنتی تو بہری ہے۔ مگر تم نے خدا تعالیٰ کے وعدوں کو سنا اور ان کو پورے ہوتے دیکھا۔ تم میں سے ہر فرد جس نے خدا کے مسیح کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خواہ براہ راست کی' خواہ خلفاء کے ذریعہ' وہ آدم ہے جس سے آئندہ نئی نسلیں چلیں گی۔ تم خدا کی وہ خاص زمین ہو جس پر اس کی رحمت کی بارش برسے گی۔ تمہیں خدا تعالیٰ وہ درخت بنائے گا جس کے ساتھ ہر سعید بیٹھے گا اور جو تم کو چھوڑے گا وہ نہ دنیا میں آرام پائے گا نہ آخرت میں۔

پس تمہارا کام معمولی کام نہیں۔ تم اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھ کر اور دعا کر کے شروع کرو۔ اس چھوٹے سے اجتماع کو اُس اجتماع کو جسے بارش کی چند بوندوں کے سامنے سر چھپانے کی جگہ نہیں۔ (جس وقت حضور یہ فرما رہے تھے۔ اُس وقت مَطلع اس طرح ابر آلود تھا کہ بارش برسنے کو تھی۔ لیکن جلسہ گاہ کھلے میدان میں بالکل غیر مسقّف تھی) خدا تعالیٰ نے دنیا کی نجات کا موجب بنایا ہے۔ نادان ہنستے ہیں کہ ہم نے حج کی نقل لگائی ہے۔ مگر خدا جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے' گراتا ہے۔ عزت اور ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کی ہنسی ہمیں بے دل نہیں کر سکتی۔ اور دنیا کا تمسخر ہماری ہمتوں کو پست نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چُنا ہے اور جب تک ہم اپنے آپ کو اس کے فضل کے مستحق رکھیں گے اس کا فضل ہم پر نازل ہوتا رہے گا۔ اسی کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے۔ اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آجائے گی اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی سی ہوگی۔

پس آؤ ہم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان وعدوں کو پورا کرے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کئے اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ کا جلوہ ہمارے سامنے رہے۔ خدا تعالیٰ ہر موقع پر ہماری مدد کرے وہ جس کی پیٹھ پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ اور جس کے آگے خدا کی تلوار ہوتی ہے وہ کاٹا جاتا ہے۔ پس آؤ ہم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ ہماری پیٹھ پر ہو۔ وہ اپنی رحمتیں جلد ہم پر نازل کرے۔ اور ہماری کمزوریاں دور کر کے ہمارے دلوں کو ایسا مضبوط بنا دے جیسے پہاڑ ہوتے ہیں تاکہ دنیا کی تمام شرارتیں ہمارے ایمانوں کو ہلا نہ سکیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی رحمتیں اس رنگ میں ہم پر نازل ہوں کہ وہ ان کمزوریوں کو دور کر دیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں اور ان کو بھی دور کر دے جو ہمارے دشمنوں کو نظر آتی ہیں۔ پھر ان کو بھی دور کر دے جو ہمیں بھی نظر آتی ہیں۔ خدا کا نور ہمارے آگے، پیچھے، ہمارے دائیں، ہمارے اوپر نیچے ہو۔ اس کے نور سے ہمارے اجسام روشن ہوں ہم اس کے چاند بن جائیں جن سے دنیا میں روشنی ہو۔ ہم اس کے ستارے بن جائیں جن سے دنیا کو ہدایت اور رہنمائی ملے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔

اس کے بعد حضور نے تمام مجمع سمیت ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔

(الفضل یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

---

[۱] SAGACIOUS ہوشیار اور دانا

[۲] الجمعة: ۳، ۴